ازدواجی ہم آہنگی کا تصور، فقہ السیرۃ کے تناظر میں

* ڈاکٹر کلثوم پراچہ

Abstract

The matrimonial life of holy prophet is the real and actual reflection of his conduct and character with all the other aspect of his (S.A.W.W.) life. The man regarded as most honorable in society is not considered as most respectable in his family. Anyhow if we judge the conduct of holy prophet in this regard we find that he is still a leader and a man worth-following. His matrimonial life was a complete model of Social harmonic relation. No only He (S.A.W.W.) followed the principal of harmonic relation but also schooled his followers on this topic. He said: The best among ye is the one who deals good with his wife and I am the best among you with them. This is the same practical model as is described in the Holy Quran as the basis of matrimonial life under the comprehensive title of *Muashrat bilma'ruf.* After the Nuptials the couple are responsible to live a life in a very captivating manner. In this they care for each other's emotions and sensations, and do not breach one or the others feelings, the respect of each other's rights, the performing of one's connubial duties and avoiding mental and physical torcher. Today, the conjugal system in Pakistani society is dwindling to destruction due to its digression from the *Quranic* doctrines of *Muashrat bil Ma'ruf* and its clauses as mentioned in Hadith. The obvious results of deviation for the doctrine seem to be the strife of unnecessary superiority and domination between the better halves, carelessness in bringing up the offspring in right direction, and negligence in regard of the elders.The following article narrates the concept of social harmonic relation and its applications in connubial system in the Islamic concept.

Key words: *Muashrat bilMa'ruf* ,Matrimonial life, Conjugal harmony , Sprit of *Seerah* , Role Model.

فقہ السیرۃ بنیادی طور اس فہم اور بصیرت کا نام ہے جس کے ذریعہ رسول اللہ ﷺ کی حیاتِ مبارکہ کا اس طور پر مطالعہ کیا جائے کہ وہ ہماری انفرادی اور اجتماعی زندگیوں کے بقاء وارتقاء کا نصب العین قرار پائے، جس کو قرآن حکیم نے "اسوہ حسنہ "کا خوبصورت عنوان عطا کیا ہے۔ فقہ السیرۃ کے ذریعہ قرآن حکیم کے مفاہیم کی روح اور ان کے حقیقی مقاصد تک رسائی کا باب کھل جاتا ہے اور در پیش واقعات و مسائل متوازن راہ کی جانب درست رہنمائی کی کرنیں پھوٹتی ہیں۔

رسول اللہ ﷺ کی سیرۃ مبارکہ، انسانی حیات کے تمام انفرادی واجتماعی جہتوں کی درست سمت میں

---

* اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ علوم اسلامیہ وتقابل ادیان، دی ویمن یونیورسٹی ملتان

رہنمائی کرتی ہے ،ان میں عائلی پہلو اس حوالہ سے اہم ہے کہ اجتماعِ انسانی کی پہلی اور ناگزیر کڑی ہے۔رسول اللہ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم کی عائلی زندگی، دنیاء انسانیت کے لیئے خاندانی نظام کی تشکیل و ترقی اور اس سے منسلک امور کے حوالہ سے ایک ایسا کامیاب نمونہ (Role Model) ہے جو آج تک مہذب انسانیت کو دعوت فکر و عمل دے رہا ہے۔

اسلام میں ازدواجی معاہدہ سے مقصود باہمی آہنگی ہوتی ہے۔اس کے نتیجہ میں فریقین کو جو عائلی اختیارات اور حقوق حاصل ہوتے ہیں، وہ سماجی اور مالی دائرہ کار سے تعلق رکھتے ہیں۔یہ امور معاشرۃ بالمعروف کے دو الفاظ پر مشتمل عنوان کے تحت زیرِ بحث آتے ہیں۔قرآن حکیم میں ارشاد ہے " **وَعَاشِرُوْهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ** "[1]

(1) معاشرۃ کا لفظ عربی زبان کا لفظ ہے جو دو طرفہ عمل کو ظاہر کرتا ہے۔جس کے لیئے عربی لغت میں مُخَالَطہ، مُمَازَجۃ، مُشَارَکۃ اور مُسَاواۃ کے الفاظ استعمال کئے گئے ہیں یعنی مساوی طور پر باہم مل جل کر اور گھل مل کر زندگی بسر کرنا، اسی لئے عربی زبان میں عَشِیر، قبیلہ کو کہتے ہیں کہ وہ یکجا اور مل جل کر رہتا ہے، اسی طرح "عشیر" لفظ قرابتدار، دوست اور شریکِ حیات کے لئے بھی استعمال ہوتا ہے۔

(2) جب کہ دوسرے لفظ یعنی معروف سے مراد وہ امر ہے جو شرعی، عرفی، عقلی اور مروءۃ (یعنی اچھی ساکھ) کے لحاظ سے مستحسن ہو۔قرآن حکیم نے عائلی سطح کے اس معاشرۃ بالمعروف کی گہرائی کو یہ کہہ کر انتہائی بلیغ انداز اختیار کیا ہے "هنّ لباسٌ لّكم و انتم لباس لهنّ "[2] (وہ (خواتین) تم (مردوں) کے لیئے لباس اور تم ان کے لیئے لباس (کی مانند) ہو)

آنحضور صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم کی عائلی زندگی اسی معاشرۃ بالمعروف کا عملی نمونہ اور آپ کی حیاتِ مبارکہ کے دیگر پہلوؤں کی طرح آپ کے سیرت و کردار کا حقیقی آئینہ ہے۔معاشرہ میں بڑے سے بڑا آدمی تصور ہونے والا، اپنے گھریلو نظام میں زیادہ معتبر خیال نہیں کیا جاتا، لیکن اس کسوٹی پر ہم نبی اکرم صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم کی سیرت کو جانچتے ہیں تو دیگر شعبہ ہائے زندگی کی طرح اس میں بھی آپ مقتدیٰ اور صاحبِ اسوہ حسنہ ہیں۔چناں چہ آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم نہ صرف خود معاشرۃ بالمعروف کے اعلی نمونہ پر عمل پیرا تھے بلکہ صحابہ کرام کی بھی اس پر تربیت فرمائی ۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "خَيرُكُم خَيرُكُم لِأَهلِه،وانا خَيرُكُم لِأَهلي"[3]
"تم میں سے بہتر وہ ہے جو اپنے گھر والوں کے لئے بہتر ہے، اور میں تم سب کی نسبت اپنے گھر والوں کے لئے بہترین ہوں۔"

ایک اور حدیث نبوی ہے "اَكمَلُ المؤمنينَ اَحسَنَهُم خُلُقاً،وخِيارُكُم خِيارُكُم لِنِسَائِهِم"[4]
"کامل ایمان والے، تم میں سے بہترین اخلاق والے ہیں اور تم میں بہترین وہ ہیں جو اپنی عورتوں کے لئے بہترین ہیں۔"

حضرت ابوہریرہؓ، رسول اللہ ﷺ کا ارشاد روایت کرتے ہیں "فان استمتعت بها استمتعت بها وفيها عوج"[5]

بیوی میں کسی قسم کی کجی کے باوجود شوہر کو اس کے ساتھ بہتر زندگی بسر کرنی چاہیے اور اس کی طرف سے بد سلوکی نہیں ہونی چاہیے۔ گویا معاشرۃ بالمعروف کو روبہ عمل لانے میں نسبتاً میں بڑے کردار کی ذمہ داری شوہر کی قرار پاتی ہے۔

نیز آپ نے فرمایا: "اِستَوصُوا بِالنِّسَاءِ خَيراً فَاِنَّهُنَّ عَوَانٍ عِندَكُم"[6]

"خواتین کے بارے میں بھلائی کی تاکید قبول کرو کہ وہ تمہارے پاس پابند ہیں۔"

آپ ﷺ نے خود کو عائلی زندگی میں ایک مثالی شوہر، مثالی باپ، معاشرتی زندگی میں تعلقات کی نزاکتوں کا پاس رکھنے والے اور جامع صفاتِ حسنہ کا حامل انسانِ کامل کا نمونہ پیش کیا ہے۔ شوہر اور بیوی کے باہمی خوش گوار تعلقات کی پائیداری عائلی زندگی کی اساس ہے۔ ایک بہترین شوہر کی خوبی یہ ہے کہ وہ اپنی شریکِ حیات کو سکون، اعتماد اور تحفظ مہیا کرے اور اس کا اہم وصف یہ ہے کہ وہ بیوی کا مزاج شناس بھی ہو۔ اس جذبات و احساسات کا احترام کرتا ہو۔ اس سے محبت و دلداری کا طریق جانتا ہو۔

خود آنحضور ﷺ کی گھریلو زندگی ایک بہترین نمونہ تھی۔ آپ ﷺ ہمیشہ اپنے اہلِ خانہ سے محبت و پیار کا سلوک کرتے تھے۔ حضرت حکیم بن معاویہ اپنے والد سے روایت بیان کرتے ہیں کہ

ان رجلاً سئل النبی ﷺ ما حق المراۃ علیٰ الزوج ؟ قال ان یطعمها اذا طعم وان یکسوها اذا اکتسی ولا یضرب الوجه ولا یقبح ولا یهجر الّا فی البیت[7]

"ایک صحابی ﷺ نے آکر دریافت کیا، یارسول اللہ ﷺ بیوی کا شوہر پر کیا حق ہے؟ فرمایا، "جیسے خود

کھائے اور پہنے ویسا ہی اسے کھلائے اور پہنائے، نہ اس کے منہ پر تھپڑ مارے، نہ اس کو برا بھلا کہے اور نہ سزا کے طور پر اس کو گھر سے نکالے"

رسول اللہ ﷺ نے نہایت بلیغ اور مؤثر انداز میں خواتین کی نزاکت کو آبگینوں سے تشبیہ دیتے ہوئے ان کے صنفِ نازک کے طور پر خیال رکھنے کا حکم دیا۔ حضرت انس کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایک سفر میں تھے، اس میں بعض ازدواج مطہرات ہمراہ تھیں تو انجشہ نامی غلام نے اونٹوں کو چلانے کے لیئے حُدِی خوانی کی جس کو سن کر اونٹ اپنی دھن میں تیز رفتار سفر کرنے لگتے ہیں تو رسول اللہ ﷺ نے ان کو تنبیہ کی "رُوَيدكَ يا اَنجَشَه سَوقَكَ بِالقَوارِير [8]

"بھلا ہو انجشہ! آبگینوں کو آہستہ آہستہ لے کر چلو"

حضور ﷺ ہمیشہ عورتوں کے ساتھ نرمی اور محبت سے پیش آنے کا حکم فرماتے تھے اور انکی عزت و احترام کا حکم دیتے تھے۔ ایک مرتبہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا

عن عبداللہ بن ابی زمعه عن النبی ﷺ لا یجلد احد کم امراته جلد العبد ثم یجامعها فی آخر الیوم [9]

"عبد اللہ بن زمعہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا تم میں سے کوئی شخص اپنی بیوی کو غلاموں کی طرح نہ مارے کہ پھر دن کے آخر میں اس سے ہم بستر ہو"

حضور ﷺ اپنی گوں ناگوں مصروفیات اور بھاری ذمہ داریوں کے باوجود روزانہ بعد از نمازِ عصر ہر ایک بیوی کے پاس ان کے حجرے میں تشریف لے جاتے ان کی ضروریات معلوم فرماتے اور پھر بعد از نمازِ مغرب سب ازواجِ مطہرات سے ایک مختصر ملاقات فرماتے تھے۔ اسی طرح شب کو مساویانہ طور پر باری باری ہر ایک گھر میں استراحت فرمایا کرتے تھے۔[10] کبھی ایسا نہیں ہوتا تھا کہ ایک کی باری دوسری کے پاس گزاریں الاّ یہ کہ اگر کسی نے خود اجازت دے رکھی ہو۔ آپ نے امت کو بھی اس حوالہ سے تنبیہ کی کہ وہ تعدد ازواج کی صورت میں کسی طور پر ایک بیوی کو دوسری پر ترجیح نہ دے۔ حدیث مبارکہ ہے

عن ابی هریرۃ عن النبی ﷺ قال من کان له امراتان یمیل لاحدهما علی الاخریٰ جاء یوم القیامة احد شقیه مائل"[11]

"حضرت ابو ھریرۃ روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا جس شخص کی دو بیویاں ہوں، ان میں سے ایک کو دوسری پر ترجیح دیتا ہو تو قیامت کے روز اس کا ایک طرف جھکا ہوا ہو گا (یعنی فالج زدہ ہو گا)

رسول اللہ ﷺ نے اپنی ازواجِ مطہرات میں عمروں کے تفاوت اور حسن و جمال میں یکساں نہ ہونے کے باوجود ہر معاملہ میں کمالِ عدل پر مبنی معاشرۃ بالمعروف کا ایسا پائیدار نمونہ قائم کیا ہے جس کی نظیر نہیں ملتی ،اسی بنا پر سفر میں ازواج مطہرات میں سے کسی کو ساتھ لے جانے میں آپ نے اپنے صوابدیدی اختیار کے باوجود ہمیشہ قرعہ اندازی کے مطابق فیصلہ کو ترجیح دی اور رسول اللہ ﷺ دیگر افراد کی بنسبت اپنی ازواجِ مطہرات کے ساتھ زیادہ مزاح کیا کرتے تھے، خانگی زندگی میں ازواجِ مطہرات سے کام لینے کی بجائے اپنے کام خود کرنے کو بھی آپ نے ترجیح دی خواہ لباس میں پیوند لگانے ہوں یا جوتا درست کرنا ہو۔

رسول اللہ ﷺ کی ازدواجی زندگی، در حقیقت زوجین کے باہم معاملات کی حسن وخوبی کی نمائندگی کرتی ہے ، جس میں ازواج کے جذبات و احساسات کا لحاظ رکھنا ، ان کے ساتھ خوش مزاجی برتنااور ان کی دلداری کرنا نمایاں رہاہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ایک واقعہ یوں بیان کرتی ہیں کہ

کان الحبش یلعبون بحرابِھم فسترنی رسول اللہ ﷺ و أنا أنظُرُ فما زِلتُ انظُرُ حتیٰ کُنتُ انا انصرِفُ،فاقدُرُوا قدر الجاریۃ الحدیثۃِ السّنِّ الحریصۃ اللھو [12]

"کچھ حبشی فوجی کھیل کا نیزہ بازی سے مظاہرہ کر رہے تھے، تو رسول اللہ ﷺ نے (اپنے جسم مبارک سے) میرے لیئے پردہ کیا اور میں وہ کھیل دیکھتی رہی، میں نے اسے دیر تک دیکھا اور خود ہی اکتا کر لوٹ آئی اب تم خود سمجھ لو کہ ایک کم عمر لڑکی کھیل کو کتنی دیر تک دیکھ سکتی ہے اور اس میں دلچسپی لے سکتی ہے"

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا مطلب یہ تھا کہ آپ ﷺ کے اخلاق کریمانہ کا ہی اظہار ہے کہ فن حرب خود دیکھتے اور دکھاتے تھے تا کہ وقت ضرورت پر عورتیں بھی اپنا قدم پیچھے نہ ہٹائیں اور ان کی عمر کے مناسب امور بھی نظر انداز نہ ہوں۔ رسول اللہ ﷺ کی ازدواجی زندگی انسانی نفسیات کے تقاضوں کی تکمیل سے عبارت تھی۔

حدیث میں وارد ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا ایک مسلمان ہمسایہ تھا، کہتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس باری باری جایا کرتے تھے۔ ایک دن وہ جاتا اور ایک دن میں جاتا، جب میں جاتا

تو میں اس دن کے جو بھی معاملات پیش آتے ان کی خبر اس تک لے کے آتا تھا اور جب وہ جاتا تو وہ بھی ایسا ہی کرتا تھا، ہم قریشی لوگ عورتوں پر غالب رہتے تھے، مگر جب ہم انصار کے پاس (ہجرت کے بعد) آئے تو خلافِ توقع ان پر عورتیں غالب تھیں تو ہماری عورتوں نے انصار کی خواتین کا طریقہ اختیار کرنا شروع کر دیا، چنانچہ ایک دن میں نے اپنی بیوی پر شدت سے آواز بلند کی تو اس نے مجھے پلٹ کر جواب دیا تو مجھے یہ ناگوار محسوس ہوا تو وہ کہنے لگی کہ میرا تمہیں جواب دینا کیوں ناگوار محسوس ہوا، بخدا رسول اللہ ﷺ کی ازواج بھی آپ کو جواب دیتی ہیں اور کوئی تو رات تک آپ سے دور رہتی ہے، اس بات نے مجھے گھبراہٹ میں مبتلا کیا تو میں نے کہا جس نے بھی ان میں سے ایسا کیا اس نے بڑا نقصان کیا چنانچہ میں نے اپنے کپڑے سمیٹے یعنی باہر جانے کی تیاری کی اور حضرت حفصہ رضی اللہ تعالی عنہا (جو ان کی صاحبزادی اور رسول اللہ ﷺ کی ازواج مطہرات میں سے تھیں) کے پاس آگیا اور دریافت کیا، کیا تم میں سے کوئی پورا دن رات تک رسول اللہ ﷺ سے ناراض رہتی ہے تو انہوں نے اثبات میں جواب دیا تو میں نے کہا کہ وہ ناکام و نامراد ہوئی۔ کیا تم اس بات سے مطمئن ہو گئی ہو کہ رسول اللہ ﷺ کی ناراضگی کے سبب اللہ ناراض ہو جائے اور تمہیں ہلاک کر دے؟ رسول اللہ ﷺ سے زیادہ تقاضہ مت کیا کرو اور نہ کسی بات میں جواب دیا کرو اور نہ ان سے قطع تعلق کرو اور جو تمہیں ضرورت ہو مجھ سے مانگ لیا کرو اور اس وجہ سے دھوکہ مت کھانا کہ تمہاری پڑوسن تم سے زیادہ خوبصورت اور رسول اللہ ﷺ کو زیادہ محبوب ہے، حضرت عمر رضی اللہ تعالی کا اشارہ حضرت عائشہ کی طرف تھا[13]۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی ازواجِ مطہرات کو جواب دینے کی اجازت دے رکھی تھی اور آپ ﷺ نے ان کو اس سے منع نہیں کیا تھا ورنہ اگر رسول اللہ ﷺ ان کو اس امر سے روک دیتے تو وہ یقیناً اس سے باز رہتیں اور اس سے بڑھ کر یہ کہ رسول اللہ ﷺ، کسی زوجہ کی طرف سے پورے دن الگ تھلگ رہنے کو بھی برداشت کرتے تھے اور یہ میاں بیوی کا باہمی معاملہ تھا، یہ نبی ﷺ اور امتی کا باہمی معاملہ نہیں کہ کسی امتی کو اس امر کی اجازت نہیں بلکہ یہ امر اس کے لیئے موجبِ ہلاکت ہے[14]

رسول اللہ ﷺ ازواج مطہرات کے طرز عمل کی باریکیوں پر بھی نظر رکھتے تھے۔ جس سے ازدواجی زندگی کی اہمیت کا بخوبی اندازہ کیا جا سکتا ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ مجھ سے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مجھے معلوم ہو جاتا ہے جب تم مجھ سے خوش ہوتی ہو اور جب تم مجھ سے ناراض ہوتی ہو

تو میں نے دریافت کیا آپ کو کہاں سے معلوم ہوتا ہے؟تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ جب تم مجھ سے خوش رہتی ہو تو بات یوں کرتی ہو ایسا نہیں ہے رب محمد کی قسم! اور جب تم مجھ سے ناراض ہوتی ہو تو یوں بات کرتی ہو ایسا نہیں ہے ربِ ابراہیم کی قسم، میں نے عرض کیا، ایسا ہی ہے مگر یارسول اللہ! خدا کی قسم میں صرف آپ کا نام نہیں لیتی [15] یعنی اظہار ناراضگی صرف زبان کی حد تک ہی ہوتا ہے ورنہ دل و جان پر اس کا کوئی اثر نہیں ہوتا۔

اس سے زوجین کے مابین باہمی بے تکلفی کا اندازہ بخوبی کیا جاسکتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کس طرح اپنی ازواجِ مطہرات کے معاملات پر گہری نظر رکھتے تھے اور ان کو نظر انداز کرنے کی بجائے بیان کرنے میں بھی آپ کو ہچکچاہٹ نہیں ہوتی تھی اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو بھی آپ کے ساتھ گہری محبت تھی۔ بشری تقاضہ کے وقت بھی صرف اظہارِ بیان بدلتا تھا، اسی لیئے رسول اللہ ﷺ نے بھی اس پر کسی نارضگی کا کوئی اظہار نہیں کیا بلکہ آپ کا انداز بیان بے تکلفی اور مُلاطفت پر مبنی تھا۔

رسول اللہ ﷺ مجلس میں اپنی ازواجِ مطہرات کی صفات کے بارے میں گفتگو کیا کرتے تھے، ان کی قدر ومنزلت کا اظہار کرتے تھے، جیسے آپ نے حضرت خدیجہ بنتِ خویلد رضی اللہ عنہا کو خیر النساء قرار دیا ،اور انکی وفات کے بعد ان کی سہیلیوں کو بکری کا گوشت بھجوایا کرتے تھے۔ [16] حضرت عائشہ صدیقہ سے فرمایا تین دن تک مجھے خواب میں فرشتہ نے آکر دکھایا کہ تم میری بیوی ہو تو میں نے کہا کہ یہ فیصلہ اگر اللہ کی طرف سے ہے تو وہ اس کو جاری کردے گا، [17] حضرت زینب بنتِ خزیمہ رضی اللہ عنہا کے کثرتِ صدقہ کے سبب فرمایا کہ وہ تم (ازواجِ مطہرات) میں سب سے زیادہ فراخ دست ہیں۔ [18] حضرت زینب بنتِ جحش رضی اللہ عنہا سے فرمایا کہ نکاح کرانے والا اللہ ہے اور جبرائیل گواہ ہیں، [19] قرآن حکیم نے ہی آپ کی ازواج کو امہات المؤمنین قرار دیا ہے۔ ایک موقع پر حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا تک یہ بات پہنچی کہ حضرت حفصہ نے انہیں یہودی کی بیٹی کہا تو وہ رونے لگیں، رسول اللہ ﷺ تشریف لائے تو وہ رورہی تھیں، آپ نے وجہ پوچھی تو انہوں نے حضرت حفصہ کی بات بتائی تو آپ نے انہیں کہا تم تو ایک نبی (حضرت موسیٰ علیہ السلام) کی بیٹی ہو اور تمہارے چچا (حضرت ہارون علیہ السلام) نبی ہیں اور تم ایک نبی (رسول اللہ ﷺ) کے نکاح میں ہو کس بات پر وہ تم پر فخر کرسکتی ہے پھر حضرت حفصہ سے کہا کہ حفصہ ایسی بات کہنے سے اللہ سے ڈرا کرو۔ [20]

ایک اور موقع پر دو ازواجِ مطہرات کے درمیان روایتی نوک جھوک کے نتیجہ میں ایک پیالہ ٹوٹ گیا تو رسول اللہ ﷺ نے ڈانٹ ڈپٹ کی بجائے کمالِ دانائی سے معاملہ کو سنبھالا اور نقصان کی تلافی بھی خوش اسلوبی سے کی حضرت انس سے روایت کرتے ہیں کہ

كان النبي ﷺ عند احدى امهات المؤمنين فارسلت اخرى بقصعةٍ فيها طعام فضربت يد الرسول فسقطت القصعة فا نكسرت فا خذ ﷺ الكسر تين فضم احداهما الى الاخرىٰ فجعل يجمع فيها الطعام و يقول غارت امكم كلوا فاكلوا فامسك حتىٰ جاءت بقصعتها التي في بيتها فدفع القصعة الصحيحة الى الرسول و ترك المكسورة في بيت التي كسر تها[21]

"رسول ﷺ امہات المؤمنین میں سے ایک (حضرت عائشہ رضی اللہ تعالی عنھا) کے پاس تھے دوسری (حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالی عنھا) نے ایک پیالہ میں کھانا بھیجا تو پہلی نے لانے والے (خادم) کے ہاتھ پر مارا تو پیالہ گر کر ٹوٹ گیا حضور ﷺ اس کے دونوں ٹکڑے اکٹھے کرنے لگے اور اس میں کھانا جمع کیا اور فرمایا تمہاری ماں کو غیرت آگئی، تم لوگ کھانا کھاؤ تو سب نے کھایا، آپ نے خادم کو روکے رکھا یہاں تک کہ جس کے گھر میں تھے وہ اپنا پیالہ لائیں تو آپ نے صحیح پیالہ، اس لانے والے کے حوالہ کیا اور ٹوٹا ہوا توڑنے والی کے گھر میں رہنے دیا"۔

اسی طرح کا ایک واقعہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ پیش آیا۔ حضرت عائشہ فرماتی ہیں۔

ما رَاَيتُ صانعة طعامٍ مِثل صفية اهدت الى النبي ﷺ اناءً فيه طعام فما ملكتُ نفسي ان كَسَر تُه فَسَئَلتُ عن النبي ﷺ عن كفارته فقال اِناء كاناءٍ وطعام كطعامٍ[22]

"میں نے حضرت صفیہ جیسا کھانے بنانے والا کوئی نہیں دیکھا۔ انہوں نے حضور ﷺ کو ایک برتن بجھوایا جس میں کھانا تھا تو میں اپنے آپ پر قابو نہ پا سکی وہ میں نے توڑ ڈالا (پھر انہیں اپنے اس عمل کا احساس ہوا) تو میں نے آپ ﷺ سے اس کے کفارہ کے بارے میں پوچھا آپ نے فرمایا برتن جیسا برتن کھانے جیسا کھانا (دینا ہو گا)"

معاشرۃ بالمعروف کے دائرہ کار میں باہمی مشاورت بھی شامل ہے۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ ازواج مطہرات سے معاشرتی معاملات میں بھی مشاورت کیا کرتے تھے اور ان کی رائے پر اعتماد بھی کرتے تھے چنانچہ صلح حدیبیہ کے بعد صحابہ کرام کو جب رسول اللہ ﷺ نے عمرہ کا احرام کھولنے کی ہدایت کی تو صحابہ کرام صلح کے بظاہر یک طرفہ ہونے کے سبب اس قدر مغموم تھے کہ آپ کی ہدایت پر توجہ نہ دے سکے چنانچہ اس کا ذکر جب آپ نے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے کیا تو انہوں نے آپ سے کہا یا رسول اللہ ﷺ! آپ خود سب کے سامنے سر کے بال منڈوا کر احرام کھول دیں جب آپ نے ایسا کیا تو تمام صحابہ اس عمل کے لیئے دوڑ پڑے،[23] یوں حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے صائب مشورہ نے صورتِ حال کو سنبھالا دیا۔

آپ ﷺ عورتوں کے ساتھ نرمی اور محبت کا برتاؤ کرنے کا حکم فرماتے تھے۔ حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضرت ابو بکر صدیق رجی اللہ عنہ نے ﷺ سے گھر میں داخلے کی اجازت کے دوران حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو سنا جو بلند آواز کے ساتھ رسول اللہ ﷺ سے بات کر رہی تھیں۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے داخل ہوتے ہی کہا "میں نے دیکھا ہے کہ تم رسول اللہ ﷺ پر آواز بلند کر رہی ہو" وہ انہیں پکڑ کر پیٹنا چاہتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ نے انہیں چھڑوا دیا۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ اسی غصے سے باہر آ گئے۔ حضور ﷺ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا "کیسے ہم نے آپ کو ایک آدمی سے بچایا ہے؟" چند دن بعد حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کا رسول اللہ ﷺ کے ہاں آنا ہوا انہوں نے دیکھا کہ میاں بیوی کے درمیان صلح ہو گئی ہے لہذا ان سے کہا "آپ دونوں مجھے اپنی صلح میں بھی شامل کرو جیسے مجھے اپنے جھگڑے میں داخل کیا تھا"۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "ہم نے آپ کو اپنی صلح میں بھی شریک کیا"۔[24]

رسول اللہ ﷺ نے ازواج مطہرات کی دلداری کا حتی الامکان خیال رکھا، چنانچہ ایک موقع پر حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو گھر میں غنا کے سننے کا موقع دیا۔ سائب بن یزید سے روایت ہے

ان امرآۃ جاءت الی رسول اللہ ﷺ فقال یا عائشہ اتعرفین ھذہ قالت لا یا نبی اللہ فقال ھذہ قینۃ بنی فلاں تحبین ان تُغَنیكِ قالت نعم قال فاعطاھا طبقاً فغنتھا فقال النبی ﷺ قد نفخ الشیطان فی منخریھا[25]

کہ ایک عورت رسول اللہ ﷺ کے پاس آئی تو آپ نے فرمایا "اے عائشہ اسے کیا اس کو پہچانتی ہو تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا نہیں اے اللہ کے نبی، تو آپ نے فرمایا یہ فلاں قبیلہ کی گانے والی باندی ہے، کیا پسند کرو گی کہ وہ تمہارے سامنے گائے، حضرت عائشہ نے کہا جی ہاں تو آپ نے اس کو ایک تھالی دی تو اس نے گایا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ شیطان نے اس کے نتھنوں میں پھونک مار دی ہے یعنی اس نے اس کو اپنا پیشہ بنالیا ہے گویا آپ نے اس کے پیشہ ور ہونے کی نسبت شیطان کی جانب کی تاہم اس میں اہلِ خانہ کی دلداری اور حسنِ معاشرۃ کا پہلو واضح ہے۔

میاں بیوی کی باہمی موافقت اور میل جول کو اسلام نے اتنی اہمیت دی ہے کہ ان لوگوں کی سخت برائی کی ہے جو زن و شوہر کے باہمی میل جول اور مہر و محبت میں فرق ڈالیں۔

ارشاد فرمایا: فَيَتَعَلَّمُونَ مِنْهُمَا مَا يُفَرِّقُونَ بِهِ بَيْنَ الْمَرْءِ وَزَوْجِه [26]

"تو وہ (یعنی یہودی) ان سے وہ سیکھتے ہیں جس سے شوہر اور اس کی بیوی میں تفرقہ ڈالتے ہیں"

جاہلیت میں دستور تھا کہ مرد قسم کھالیتے تھے کہ اپنی بیویوں کے ساتھ حسنِ سلوک اور نیک برتاؤ نہیں کریں گے اور جب انہیں کوئی سمجھاتا تو کہتے کہ ہم تو قسم کھاچکے ہیں اور مجبور ہیں۔ قرآنِ حکیم میں ایسے لوگوں کے لئے فرمایا:

ولا تجعلوا الله عُرضةً لایمانِکُم اَن تبرُّوا وتتقُوا و تُصلِحوا بین الناسِ واللهُ سمیع عَلیم [27]

"اور خدا کو اپنی قسموں کا ہتھکنڈا نہ بناؤ کہ سلوک نہ کرو اور تقویٰ اور لوگوں کے درمیان صلح جوئی نہ کرو اور اللہ سنتا اور جانتا ہے"

اس آیت کے بعد عورتوں سے قسم کھا کر علیحدگی اختیار کرلینے اور طلاق دینے کا ذکر ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ ان نصیحتوں کا زیادہ تر تعلق میاں بیوی کے معاملہ سے ہے اور یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ مرد کو عوت کے ساتھ حسنِ پرپرہیز گاری کا برتاؤ، صلح جوئی اور درستی کا طریقہ اختیار کرنا چاہئے۔

خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بے تکلف عائلی زندگی بسر کی، باوجودیکہ آپ عالم انسانیت کے سردار اور امام الانبیاء کے منفرد منصب پر فائز تھے۔ آپ نے اپنی ازواج مطہرات کے ساتھ نہایت بشاشت کے

ساتھ زندگی بسر کی اور ان پر کبھی اپنے وقار کا رعب نہیں جمایا، ان کے ساتھ باہمی معاملات میں نہ صرف ہاتھ بٹاتے رہے بلکہ حُسن مزاج کے ساتھ زندگی کو خوشگوار بنایا۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ایک بار رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے دوڑ کا مقابلہ کیا تو میں آگے نکل گئی، پھر کچھ عرصہ ہمارا گزرا یہاں تک کہ جب میں فربہ ہو گئی تو دوبارہ آپ نے مجھ سے دوڑ کا مقابلہ کیا تو آپ مجھ سے آگے نکل گئے، تو فرمایا یہ پہلے کے بدلے میں ہے۔[28]

حضرت عائشہؓ بیان فرماتی ہیں اسی طرح ایک روز حضرت سودہ رضی اللہ عنہا ہمارے پاس ملاقات کے لیئے آئیں تو رسول اللہ میرے اور ان کے درمیان اس طرح تشریف فرما ہوئے کہ آپ ﷺ کی ایک ٹانگ (گھٹنا) ایک کی گود میں اور دوسرا دوسری کی گود میں تھا میں نے ان کے لیئے حریرہ (یا خریزہ) تیار کیا تھا میں نے حضرت سودہؓ سے کہا، تم بھی کھاؤ، انہوں نے کسی وجہ سے انکار کیا۔ میں نے کہا یا تو کھاؤ ورنہ تمہارا منہ اس حریرہ سے سان دوں گی۔ انہوں نے پھر بھی انکار کیا۔ میں نے برتن سے لے کر ان کا منہ سان دیا۔ نبی اکرم ﷺ نے اپنا پاؤں ان کی گود سے ہٹا لیا تاکہ وہ مجھ سے بدلہ لے سکیں تو انہوں نے بھی برتن سے لے کر میرا منہ سان دیا۔ اس پر آپ ہنس پڑے پھر آپ ﷺ نے دونوں سے فرمایا اٹھو اور اپنا منہ دھو لو۔[29]

بعض اوقات ازواجِ مطہرات ادھر ادھر کے قصے یا گزرے ہوئے واقعات بیان کرتیں تو آپ برابر سنتے رہتے اور خود بھی کبھی اپنے گزشتہ واقعات سناتے سیدہ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ آپ ہم میں اس طرح ہنستے بولتے بیٹھے رہتے تھے کہ معلوم ہی نہیں ہوتا تھا کہ کوئی اولوالعزم نبی ہیں لیکن جب کوئی دینی بات ہوتی یا نماز کا وقت آجاتا تو ایسا معلوم ہوتا کہ آپ وہ آدمی ہی نہیں ہیں۔

رسول اللہ ﷺ نے نہ صرف خود خوشگوار ازدواجی زندگی بسر کی بلکہ اپنے صحابہ کرام کی بھی تربیت فرمائی کہ وہ اپنی ازواجی زندگیوں کو اہمیت دیں، حضرت ابو درداء اور حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہما کا واقعہ اس حوالہ سے قابلِ ذکر ہے۔ روایت میں آتا ہے کہ

آخیٰ رسول اللہ ﷺ بین سلمان، وابی درداء، فزار سلمان ابا الدرداء، فرای ام الدرداء متبذلۃ، فقال لھا : ما شانك ؟ قالت: ان اخاك ابا الدردا ء لیس لہ حاجۃ فی الدنیا، فلما جاء ابو الدرداء قرب الیہ طعاما، فقال: کل فانی صائم، قال: ما انا باکل

حتی تاکل،قال فاکل، فلما کان اللیل ذھب ابو الدرداء لیقوم ،فقال لہ سلمان : نم ،فنام ، ثم ذھب یقوم ،فقال:نم ،فلما کان آخر الصبح قال لہ سلمان : قم الآن،فقاما فصلیا،فقال : إن لنفسك علیك حقا ،و لربک علیک حقا، و لضیفک علیک حقاً ، ولاھلك علیك حقا ،فاعط کل ذی حق حقه،فاتیا النبی ﷺ فذ کرا ذلك،فقال النبی ﷺ لہ (صدق سلمان)[30]

رسول اللہ ﷺ نے ابو الدرداء اور حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہما کے مابین مواخات کرائی تو حضرت سلمان ، حضرت ابو الدرداء سے ملنے آئے تو ام الدرداء کو میلی کچیلی حالت میں دیکھا تو پوچھا تمہاری کیا حالت ہے ، کہنے لگیں کہ تمہارے بھائی ابو الدرداء کو دنیاوی امور سے کوئی تعلق نہیں ،اسی دوران ابو الدرداء آئے اور ان (حضرت سلمان) کے لیئے کھانا تیار کیا اور کہا آپ تناول فرمائیں، میرا تو روزہ ہے تو حضرت سلمان نے کہا آپ کے کھائے بغیر میں کھانے والا نہیں ہوں، چنانچہ انہوں نے بھی کھانا کھایا۔ جب رات ہوئی تو ابو الدرداء نماز (نفل) پڑھنے کھڑے ہوئے تو حضرت سلمان نے کہا سو جائیں تو وہ سو گئے، پھر دوبارہ اٹھ کھڑے ہوئے تو انہوں نے کہا سو جایئے، یہاں تک کہ آخر شب ہوئی تو حضرت سلمان نے کہا اب اٹھ جائیں چنانچہ دونوں نے نماز پڑھی پھر حضرت سلمان نے ان سے کہا تمہارے رب کا تم پر حق ہے، تمہاری جان کا تم پر حق ہے، تمہارے گھر والوں کا تم پر حق ہے لہذا ہر حقدار کو اس کا حق دو، پھر حضرت ابو الدرداء رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور سارا واقعہ سنایا تو آپ نے فرمایا: سلمان نے درست کہا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اول تو معاشرے کے ہر شخص کو راعی کا عنوان دے کر اس امر کی اہمیت واضح کر دی کہ مسلمان بنیادی طور پر خود غرض اور خود مست نہیں ہوتا بلکہ اپنے دیگر ابناء جنس کی ذمہ دار کا حامل ہوتا ہے دوم آپ نے خاندان کے ارکان کے حوالہ سے ان کی ذمہ داری کا تعین بھی کیا۔ چنانچہ آپ ﷺ نے حاکم کو تمام باشندوں کا ذمہ دار قرار دیا، مرد کو اپنے اہل خانہ کا ذمہ دار ٹھہرایا، خاتون کو اپنے شوہر کے گھر کا ذمہ دار بنایا، غلام کو اپنے مالک کے مال کا ذمہ دار قرار دیا۔[31]

الغرض معاشرہ کا ہر فرد اپنی ایک سماجی حیثیت رکھتا ہے اور اس حوالہ سے وہ ایک ذمہ دار فرد قرار پاتا ہے کہ وہ اپنا مطلوبہ کردار ادا کرے اور حسنِ تعاون سے اپنے سماجی ادارہ (خاندان ،معاشرہ وغیرہ) کے استحکام و ترقی کو یقینی بنائے۔

نتیجہ بحث:

عصرِ حاضر میں خاندانی نظام کے حوالہ سے جس چیلنج نے گھمبیر صورت اختیار کرلی ہے وہ خاندان کی شکست وریخت ہے کہ معمولی معمولی باتوں پر میاں ،بیوی کی لڑائی اس حد تک پہنچ جاتی ہے کہ نوبت طلاق تک جا پہنچتی ہے۔ جس کی بنیادی وجہ خاندان کی تشکیل میں دوسرے فریق کے کردار کو نظر انداز کرتے ہوئے من مانی کے رویہ کے سامنے اس کو زیر کرنے کی کوشش ہے اور یہ رویہ دراصل اس جاہلی تصور معاشرت کا شاخسانہ ہے جس میں ہر صورت میں اپنی بالادستی اور انا کے جذبات کی تسکین پیش نظر ہوتی ہے،اور اس تصورِ معاشرت کی نمائندگی ہمارے ملک کا وہ جاگیر دارانہ فکر کرتا ہے جس میں عورت کو پاؤں کی جوتی سے زیادہ اہمیت نہیں دی جاتی ہے،اور اسی جاہلی انداز فکر کا نمائدہ ہمارے ملک کا وہ اشرافیہ طبقہ ہے جو مغرب میں رشتوں کی بے احترامی کے کلچر کو اپنانے کی دوسرے سے سبقت لے جانے کی ہر ممکن کوشش کرتا ہے۔

اگر زوجین باہمی تعاون کی فضا میں خوش و خرم اور اطمینان کی زندگی بسر کرتے ہیں تو اس سے نہ صرف باہمی تعلقات مستحکم ہوتے ہیں بلکہ اولاد بھی بہتر ماحول میں پروان چڑھتی ہے لیکن میاں بیوی کے درمیان اگر ہر وقت تُو تکرار ہے تو باہمی رنجشوں میں اضافہ کے ساتھ ساتھ اولاد پر بھی منفی اثرات مرتب ہوتے ہیں۔ان کی زندگیاں بھی الجھ کر رہ جاتی ہیں۔

رسول اللہ ﷺ کی سیرت کا مطالعہ اور اس کی حقیقی روح اس امر کی تعلیم دیتی ہے کہ زوجین کی ایک دوسرے سے باہمی محبت تبھی فروغ پائے گی جب ان میں سے ہر ایک دوسرے کے حقوق اور اپنی ذمہ داری کا خیال رکھے گا۔ آپ نے نہ صرف ان حقوق کی واضح نشاندہی کرکے ہر دو کو اپنے اپنے دائرہ کار میں ذمہ داری نبھانے کا پابند کردیا ہے بلکہ اپنی متنوع ازدواجی زندگی میں اپنے حسنِ کردار سے عائلی زندگی کے محاسن کو اجاگر کیا اور اپنی ازواج مطہرات کے احساسات و جذبات کی مکمل طور پر پاسداری کی۔

حوالہ جات

[1] Al-Nisa,4:19

[2] Al-Baqara,2:187

[3] Tirmazi,Muhammad Bin Esa Bin Sora Bin Musa,Abu Esa, Aljame(Tehqeeq Ahmad Muhammad Shakir Wagerah) Kitab Abwabul Manaqib, Baab : Fi Fazal-E- Azwaj Ul Nabi□, Hadees No 3895

[4]Ayzann, Kitab Abwabul Manaqib, Baab: Ma Jaae Fi Haq Al Maratu Alazaojiha,Hadees No 1162

[5] Alhameedi , Abdullah Bin Zubair Bin Esa, Abubakar(Tehqeeq: Hasan Saleem Asad Aldurani), Baab : Jamae Al Abi Hurera, Darul Saqad Mashq 1996

[6] Tirmazi,Alsunan, Kitab Ul Nikah, Baab Man Jaae Fi Haq Al Maratu Ala Zaojiha,Hadees No1163

[7] Ibn-E-Maja ,Muhammad Bin Yazeed, Alsunan, Kitaab Ul Nikah, Baab Haq Al Maratu Ala Zaojiha,Hadees No1850

[8] Muslim Bin Hajaj ,Alqashiri, Aljamae Alsahih, Kitaab Ul Fazael, Baab Rehmat Ul Nabi□ Lil Nisa,Hadees No 2323

[9] Albukhari, Muhammad Bin Ismael, Aljamae Alsahih, Kitab Ul Nikah, Baab; Ma Yakrahu Min Zarab Ul Nisae,Hadees No 5204

[10] Ayzan, 2/758

[11] Alnisae, Abu Abdul Rehman Ahmad Bin Shuaib ,Alsunan-E-Kubra, Kitaab Ashratul Nisae,Baab Mail-A-Rajul Ela Bad Nasai Doona Bada,Hadees No 3942

[12] Maamar Bin Abi Umar O Rashid Al-Azdi ,Aljamea ,(Mulhiq Bamusanif Abdul Razaq, Tehqeeq Habib Al Rehman Alaazmi) Al Majlis Alalmi Pakistan 1403 , Baab Al-Laib, Hadees Number 19721

[13] Albukhari,Aljamea Alsahih,Kitaab Almazalim Wa Algazab,Baab Algurfa Walelata Almashrifa, Hadees Number 2468

[14] Zawawi, Ahmed Bin Abdul Fattah, Shamail -E- Rasool, Daar Ulquma Alaskandriya,Albab Ulrabia Sifaat O Jawanib Min Shakhsiyat Al Rasool , 453/1

[15] Albukhari,Muhammad Bin Ismael, Aladab Almufrad (Tehqeeq : Mohammad Fawad Abdul Al-Baqi) Daar Ul Bashair Alaslamiah Bairout 1409 H, Baab Hejrratul Muslim, Hadees Number 403

[16] Muslim Bin Hajjaj ,Alqashiri, Aljamae Alsahih, Kitaab Al Fazail, Baab Fazail Khadijah Um Al-Momineen, Razi Allah Anha, Hadees Number 343

[17] Ayzan, Baab Fazail Aishah, Hadees Number 243

[18] Ayzan, Baab Fazail-E- Zainab Um Al Momineen Razi Allah Anha, Hadees Number 2452

[19] Tibrani, Sulaiman Bin Ahmed Bin Ayyub, Abbu Al Qasim, Almuajm Alkbeer (Almuhaqiq Hameedi Bin Abdul Almjid) Baab Zikar-E-Tazqeej Alnbi□ Zainab O Zikar Snha Wa Fatha Wa Min Akhbariha, Hadees 109

[20] Ahmed Bin Hanbal , Musnad Ahmed (Muhaqiq Shoaib Ar Arnoot Adil Waghera) Hadees Number 12392

[21] Alnisai, Alsunan-E- Kubra,Kitaab Ashra Alnisaa, Baab Algaiera, Hadees Number 3955

[22] Abbu Dawood, Salman Bin Alashas,Alsunan (Tahaqeeq : Muhammad Mohiuddeen Abdul Al Hamid) Abwab Alajara, Baab Fi Mann Afsid Shaiyann Yagrim Mislahu, Hadees Number 3567

[23] Albukhari, Aljame Alsahih ,Kitaab Alsharoot, Baab Alsharoot Fi Aljihad O Masaleh Ma Ahal Alharab, Hadees 2731

[24] Abbu-Dawood, Alsunan, Kitaab Aladab, Baab Ma Jaa Fi Almzah, Hadees Number 4999
[25] Ahmed Bin Hanbal , Almusnad (Tahaqeeq Shoaib Alarnoot, Adil Murshid Waghera) Hadees Number 15720, Hadees Alsaib Bin Yazid Ki Sanad Sahih Aur Shart Shaikhain Par Hai
[26] Al-Baqara,2:102
[27] Al-Baqara,2:224
[28] Ahmed Bn Hanbal , Masnad Ahmad, (Tahaqeeq Shoiab Alarnoot O Adil Waghera) Baab Musnad As-Siddiqah Aisha Bint Alsdiq Razi Allah Anha,Hadees Number 2411
[29] Alnisaye, Ahmed Bin Shoaib, Abbu Abdul Al Rehman , Alsunan Alkubra (Tahaqeeq : Hassan Abdul Munim Shibli) Kitaab Ashra Alnisaa, Baab Al-Intasar, Hadees Number 8868
[30] Tirmizi, Alsunan, Abwab Alzuhad, Hadees Number 2413
[31] Maamar Bin Abi Umar O Rashad Al Azdi, Aljame, Baab Alamam Raei, Hadees Number 20649